مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان
هفت روزه
ختمِ نبوّت
کراچی

قوتِ ارادی

صاحبو! انسان میں ارادہ وہ قوت ہے کہ اس کے ساتھ وہ تمام مخلوق پر غالب آسکتا ہے۔ صاحبو! تمہارے ساتھ دو لشکر ہیں ایک ملائکہ کا ایک شیاطین کا اور ان دونوں میں مقابلہ رہتا ہے ایک چاہتا ہے کہ تم کو بدی سے بچائے اور دوسرا چاہتا ہے کہ تم کو گناہ میں پھنسائے اور ان دونوں لشکروں کی ہار جیت تمہارے ارادے پر موقوف ہے جس کی طرف تمہارا ارادہ ہو جائیگا وہی غالب ہوگا اگر آپ نے گناہ کا ارادہ کر لیا تو لشکرِ ملائکہ پسپا ہو گیا اب وہ غالب نہیں ہو سکتا اور اگر گناہ سے بچنے کا ارادہ کر لیا تو لشکرِ شیطان مغلوب ہو گیا اب وہ کبھی غلبہ نہیں کر سکتا، افسوس! آپ میں اتنی بڑی قوت موجود ہے اور پھر آپ یوں کہتے ہیں کہ ہم گناہ چھوڑنے سے عاجز ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رح

جلد ۱
۲۳ تا ۲۹ شوال ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹ اگست ۱۹۸۲ء
شمارہ ۱۱

رائے آپ کی

آپ نے ایک اہم ذمہ داری کا بیڑا اٹھایا ہے

قابل صد احترام جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج آپ کی طرف سے بھیجا ہوا پرچہ ختم نبوت موصول ہوا۔ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی کہ جناب نے ایک اہم ذمہ داری کا بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اس فتنے کے دور میں دین حق کے بنیادی اصولوں کے لیے جدوجہد یقیناً خوش بختی کی بات ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا پرچہ ختم نبوت علمی دنیا میں خاصی شہرت حاصل کرے گا کیونکہ یہ اس عظیم ہستی سے منسوب ہے جو ہر لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہے، جس کی نظیر رب قدوس نے اپنی مخلوق میں پیدا ہی نہیں کی۔ مجھے امید ہے کہ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کندیاں شریف کی قیادت میں آپ کا یہ مشن ختم نبوت پر یقین رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے سکون قلب کا باعث ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے رسالہ ختم نبوت کا اجرا کرکے بانئ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مشن ہی کو آگے بڑھانے میں ولایتی ادا نہیں کیا بلکہ شہدائے ختم نبوت کی ارواح کو بھی خوش کیا ہے۔ ادارہ اشاعت اسلام مری کا ہر رکن اس عظیم سعادت مندی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

ع این سعادت بزور بازو نیست ۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

خیر اندیش

محمد سفارش عباسی مہتمم

جامعہ اشاعت اسلام جامعہ آباد گھوڑا گلی

تحصیل مری۔ ضلع راولپنڈی

ختم نبوت کے موضوع پر اکابرین امت کی تحریروں کو

ایک مستقل طرز پر سلیس کرکے ہر ماہ شائع فرماتے رہیں،

مکرمی حضرت جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

انتظار بسیار کے بعد محبوب ترین نام سے منسوب ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا آج ۵ رمضان کو دیدار ہوا۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ پرچہ کی ظاہری صورت دیدہ زیب اور معنوی حسن مضامین کا اجراء حسین گلدستہ قلبی سکون کا باعث ہوا۔

خوب سے خوب تر کی جستجو انشاء اللہ اس پرچہ کو ملک اور بیرون ملک میں خصوصی مقام دلائے گی۔ ختم نبوت کے موضوع پر اکابرین امت کی تحریروں کو ایک مستقل طرز پر سلیس کرکے ہر ماہ شائع فرماتے رہیں اس تذکرہ سے بہت فائدہ ہوگا۔

مرشدی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر آپ نے خصوصی مضامین کی اشاعت فرماکر ہم غمزدوں کو سہارا دینے کی ایک عمدہ کوشش فرمائی ہے۔ حضرتؒ کی شمائل ترمذیؒ پر کتاب کو قسط وار شائع کرنے کا پروگرام بہت مبارک ہے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پرچہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

والسلام

محمد شاہ عفی عنہ

مدیر مدرسہ رحیمیہ۔ نیو مراد پور لودھراں مجھل تحصیل الشہر

ہم تبریک پیش کرتے ہیں

محترم ومکرم جناب مولانا صاحب زید عنایتہ،

سلام مسنون: مزاج گرامی

آپ حضرات نے ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ڈیکلریشن کے سلسلے میں جو مساعی کی ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کی ان مساعی کو قبول و منظور فرمائے۔ ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اجراء پر جملہ اراکین مدرسہ جناب کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

محمد قاسم قاسمی مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم

فقیر والی۔ ضلع بہاولنگر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۶۰ روپیہ

ششماہی ——— ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ——— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ——— ۲۱۰ روپیہ

کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور

شام ——— ۲۲۵ روپیہ

یورپ ——— ۲۹۵ روپیہ

اسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ——— ۲۴۰ روپیہ

افریقہ ——— ۲۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ——— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت:۔ A/۲۰ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ رائے آپ کی ——— ۲

۲۔ ابتدائیہ ——— ۴

۳۔ افاداتِ عارفی ۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی ——— ۶

۴۔ خصائلِ نبوی ؐ ۔ حضرت شیخ الحدیث ؒ ——— ۹

۵۔ کاروانِ ختم نبوت ۔ ——— ۱۲

۶۔ قومی اخبارات کا مطالعہ ۔ ——— ۱۴

۷۔ نزولِ عیسیٰ ؑ ۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ——— ۱۵

۸۔ بائبل سے بائبل کی تکذیب ۔ احسان الحق ——— ۱۷

۹۔ امام بوصیری ؒ ۔ شفقت حسین خادم ——— ۲۱

۱۰۔ اشتہارات ۔ ——— ۲۳

شعبہ کتابت

۱۔ محمد عبدالستار راحدی

۲۔ حافظ گلزار احمد

۳۔ غلام یٰسین تبسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

یوم آزادی ——— یوم تشکر

آزادی حق تعالیٰ شانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر بنی اسرائیل کو یہ انعام یاد دلایا گیا ہے کہ ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دلائی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایک عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی، اور اس کی قوم کو اس دن غرق کیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا تھا ان کی پیروی میں اس دن روزہ رکھا کرتے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں اور تم سے زیادہ ان سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا، اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۰)

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ ٹھیک نصف شب میں قیام پاکستان کا اعلان ہوا اور ہم انگریز ملعون کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی کے بعد آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوئے اس لیے ہمارے حق میں یہ دن "یوم تشکر" کہلانے کا مستحق ہے اجتماعی حیثیت سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس کے تقاضے بجا لاتے۔ قوم اس دن سرکاری و غیر سرکاری طور پر جشن آزادی مناتی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارا انداز جشن آرائی، بے خدا اور ضلال و مغضوب قوموں سے چنداں مختلف نہیں، حالانکہ غیور اور اولو العزم قومیں دوسروں کی تقلید اعمیٰ پر قناعت نہیں کیا کرتیں بلکہ خود اپنی روایات قائم کیا کرتی ہیں آئیے ذرا غور کریں کہ ہمارے لیے "یوم تشکر" کے تقاضے کیا تھے۔

سب سے پہلے تو ہمیں اس پر ہزار شکر بجا لانا چاہیئے تھا کہ ہمیں آزادی کی نعمت رمضان المبارک ایسے بابرکت مہینے میں ملی اور رمضان مبارک کی بھی ستائیسویں شب میں، جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے اور جو پورے سال کی راتوں سے افضل ہے۔ اس نعمت کی قدر شناسی کا تقاضا تھا کہ ہمارا "یوم تشکر" یا یوم آزادی ۱۴ اگست کو نہیں بلکہ ۲۷ رمضان المبارک کو ہوتا۔ لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ ہم نے اتنے مبارک یوم آزادی کو چھوڑ کر انگریزی تقویم کو اپنا قبلۂ مقصود بنایا۔ یہ اس امر کی علامت ہے کہ حسی و جسمانی طور پر آزاد ہوئے ہمیں ۳۵ سال (اور قمری تقویم کے لحاظ سے ۳۶ سال) ہو چکے ہیں، لیکن انگریز کی ذہنی غلامی سے ہمیں آج تک نجات نہیں ملی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم ستائیس رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو بھول کر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو یاد رکھتے۔

عقل و دانش کا تقاضا یہ تھا کہ اگر ہمارے یوم آزادی کو لیلۃ القدر کی عظمت و فضیلت کا شرف نہ بھی حاصل ہوتا تب بھی ہم اپنی قمری تاریخ ہی کو اصل قرار دیتے اور یہود و نصاریٰ کی تقلید سے احتراز کرتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت

ابتدائیہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ ایک ایسا دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں ۔ فرمایا اگر زندہ رہے تو آئندہ سال نویں دسویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے (صحیح مسلم از مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم تشکر میں بھی یہود و نصاریٰ کی تقلید گوارا نہ تھی اب جب کہ ملک میں اسلامی نظام کی داغ بیل ڈال دی گئی ہے ہم پر لازم ہے کہ ۱۴ اگست کے بجائے "۲۷ رمضان المبارک" کو یوم آزادی قرار دیا جائے ۔

حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں اس دن آزادی ہی کی دولت عطا نہیں فرمائی بلکہ احسان بالائے احسان یہ فرمایا کہ ایک مستقل مملکت ہمیں عطا فرمائی جس میں کسی دوسرے کا عمل دخل نہیں ہے ۔ اس نعمت کا تقاضا یہ تھا کہ قیام پاکستان کے پہلے ہی دن ہم طاغوتی قانون کے خلاف بغاوت اور حق تعالیٰ شانہٗ کے قانون سے وفاداری کا اعلان کرتے چنانچہ قرآن کریم میں اہل ایمان کو یہ خاص شعار بیان فرمایا گیا:

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ۝ (الحج : ۴۱)

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں (اور دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے ۔

ہمیں آزادی کی نعمت ملی اور پاک سرزمین میں آزادانہ حکومت کا موقع نصیب ہوا ۔ لیکن ہر شخص بچشم خود دیکھ سکتا ہے کہ ہم نے قرآنی اعلان کے مطابق نماز وزکوٰۃ کی پابندی کی اور نیکیوں کے پھیلانے اور برائیوں کو مٹانے میں ہماری قوتیں صرف ہوئیں ؟ یا یہود و نصاریٰ کی تقلید میں فحاشی وعریانی اور لہو ولعب کو فروغ ہوا ۔ "عیاں راچہ بیاں" قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے :

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۝

اگر تم شکر کرو گے تم ہیں تم کو مزید انعامات سے نوازوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میں بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے ۔

☆ ☆ ☆

یوم آزادی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنی ۳۵ ۔ ۳۶ سالہ کوتاہیوں اور لغزشوں پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں ، اور آئندہ نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری کا اعلان کریں خدا و رسول کے منشا کے خلاف جو چیزیں ملک میں پھیلی ہوئی ہیں ان کو مٹا ڈالیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنتیں مٹ رہی ہیں انہیں زندہ کریں ، یہود و نصاریٰ کے طور طریقے چھوڑ کر حق تعالیٰ شانہ کے مخلص و فرمانبردار بندوں کی راہ پر گامزن ہوں ، یہی ہماری آزادی کا صحیح مصرف ہے اور یہی چیز ہماری آزادی کا تحفظ کر سکتی ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ خدانخواستہ ہماری بدکرداری وسیاہ عملی ہمیں آزادی کی اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دے ، اور حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے عذاب شدید کا ظہور ہونے لگے ۔

یوم آزادی کے موقعہ پر جو جشن منایا جاتا ہے اس کے اکثر مظاہر اسراف و تبذیر کی مد میں آتے

باقی صفحہ ۲ پر

پند و نصائح

افاداتِ عارفی

اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی انتہائی بارش ہے

ضبط و ترتیب
منظور احمد الحسینی

ملفوظات طیبات حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ

۱۔ بعض نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عام فرمادی ہیں جو نعمتیں عمومیت میں آجاتی ہیں۔ عمومیت کی وجہ سے ان کی قدر نہیں ہوتی لیکن جس دن ان کا فقدان ہو جائے یا ذرا بھی کمی ہو جائے تب ان کی قدر ہوتی ہے جیسے ہوا چلتی ہے چلتی ہے جب بند ہو جاتی ہے تب اس کی قدر ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈا پانی اور دیگر اشیاء، اگر بھوک لگی ہوئی ہے اس وقت کھانا نہ ملے تب کھانے کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح اپنے اعمال اور معمولات، روحانی غذاؤں کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے جس دن ایک نماز قضا ہو جائے اور یا معمولات، غفلت یا سستی کی وجہ سے کچھ رہ جائیں یا ان میں کمی ہو جائے اس دن ان کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ نے اشراق نہیں پڑھی تو کون سی بڑی بات ہو گئی لیکن آپ کا دل جانتا ہے کہ آج غفلت یا سستی ہو گئی۔ ایسا مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

ع ہر دل سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم بود

۱۔ (اسی طرح سمجھئے) رمضان شریف تشریف لائے۔ ہمارے اور آپ کے رمضان میں کچھ معمولات رہے مثلاً روزہ رکھ لیا۔ افطار کر لیا۔ تراویح میں سنا دیا یا سن لیا، تہجد پڑھ لی سحری کھالی اور اس قسم کے دیگر نیک اعمال کر لیے۔ ان تمام اعمال میں ایک قسم کی عمومیت ہے کہ سب کے سب کر رہے ہیں۔ عمومیت کے ساتھ ساتھ یہ اعمال اتنے گرانقدر بھی ہیں کہ کروڑہا مخلوق اس سے نفع اٹھا رہی ہے۔ ایسے گرانقدر اعمال کی قدر کرنی چاہیے۔ ان کو کرتے رہنا چاہیے۔ ان میں فقدان نہیں ہونا چاہیے۔

فرمایا۔ کسی عمل کے بارے میں قلق کا پیدا ہونا بڑی چیز ہے مثلاً آج دوشنبہ پیر کا دن ہے آپ سب یہاں عمومیت کے طور پر شریک ہوتے ہیں (اس میں فقدان نہیں ہونا چاہیے) کسی دن اگر آپ کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ اس پر دل میں قلق رہا تو یہ بڑی چیز ہے۔ اصل چیز نعمتوں کی قدر کرنے کی یہ ہے کہ قلق پیدا ہو جائے۔

فرمایا۔ بھائی (پہلے سالک بنو) سالک کا قلق اور لوگوں کے قلق کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ اس کا قلق تعلق مع اللہ کو قوی کرنے والا ہے۔

فرمایا۔ ایک تاثر آج کل دل میں آرہا ہے میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا۔

ع آئے بھی تھے چلے بھی گئے پاکے بے خبر
ہم اپنی بے خودی میں نہ جانے کہاں رہے

رمضان شریف آیا اور چلا گیا۔ رمضان شریف کے مہینے کا ادراک کرنا ہمارے اور آپ کے امکان سے باہر ہے۔ یہ محض عطاء الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی انتہائی بارش ہے۔ ایسی بارش ہے کہ عالم امکان میں کبھی کسی پر نہیں ہوئی اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پہلے لیلۃ القدر کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور پھر احسان بالائے احسان اور انعام بالائے انعام کہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور ان کی محبوبیت کا حق ادا کرنے کیلئے فرمایا تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر ۵ کہ ملائکہ

اُمتیانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے سلامتی لے کے آئے ہیں، قیامت تک کے لئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ جو تھا وہ تھا لیکن قیامت تک کے لئے یہ دستور اور قانون ہے گا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش قیامت تک برستی رہے گی۔ کیا وہی درجہ آخر میں آنے والوں کا بھی ہوگا جو صحابہ کرام کا تھا؟ نہیں جوان پہ بارش ہوئی وہ انہوں نے اپنے ظرف کے مطابق لے لی اور ہم نے اپنے ظرف کے مطابق لے لی۔

ع تری ہی جو ناشناسِ ادا ہو تو کیا علاج

ان کی نوازشوں میں تو کوئی کمی نہیں

فرمایا۔ رمضان شریف آیا عمومیت کا درجہ سب کو حاصل تھا سب نے روزے رکھے نمازیں اور تراویح پڑھیں اور نہ جانے کیا کیا نیک اعمال کئے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "روزہ میرا ہے" یہ ایسی رحمت وعطاءِ الٰہی کی بارش ہے جو مہینہ بھر پورے مہینے جاری رہی اور عالم خلق پر ایسی مہربانی ہے جس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ پہلے نہ کبھی ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ آگے فرمایا "میں ہی اس کا اجر دوں گا" اس میں اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں خداوند تعالیٰ اس لینے دینے کے سلسلے میں رازدار ہیں اور کوئی نہیں۔ ع میان عاشق و معشوق رمزیست

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی اتنی رحمتیں اور بارشیں ہوں گی میری خاطر اور مجھے راضی کرنے کے لئے ہوں گی تو میں اپنے امتیوں کو ایک ترکیب بتا دوں تاکہ وہ مقام قرب میں رہیں اللہ تعالیٰ کی نوازشوں سے نوازے جائیں تو فرمایا تراویح میری طرف سے مؤکدہ سمجھو۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر بے حساب لاانتہاہی نوازشیں ہوں گی تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تاکہ مقام عبدیت میں ترقی ہوتی رہے اور تم مزید انعامات کے مستحق بن سکو۔ نماز اعلیٰ مقام عبدیت ہے۔ اس میں سجدہ مقام قرب ہے اور کسی عمل میں اتنا مقام قرب نہیں ہے جتنا نماز میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زیادہ دیر تک نماز میں مشغول رہو۔ شغل یہ ہے کہ قرآن مجید سنو اور سناؤ۔ اللہ کا کلام پڑھتے اور سنتے رہو۔ ان کی نوازشیں اور رحمتیں جو ہوں گی ان کو لیتے رہو۔ مقام قرب میں کھڑے نماز پڑھتے رہو۔ اس میں چالیس سجدے (تراویح کے) قرب کے لئے زیادہ ہیں۔ اس سے تمہیں انتہائی قرب نصیب ہوگا۔

فرمایا۔ اب وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ یہ مہینہ میرا ہے (روزہ) اس کا اجر میں دوں گا۔ اب کون سمجھے کہ کیا اجر دوں گا اور یہ کہ نذریں ایسے تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ہ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

میں ایک ذوقی چیز کہتا ہوں۔ یہ مہینہ ع

میانِ عاشق و معشوق رمزیست

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ نماز میں فرماتے ہیں میں تو راضی نہیں ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے جو فرمادیا ہے ہم تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بالکل راضی کرلیں گے۔ اور آپ کو راضی کرنے کے ساتھ آپ سے اقرار کرالیں گے کہ آپ راضی ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ کا صلہ میں دوں گا۔ اب کیا دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک راضی ہوتے ہیں۔ رضا کی حد بتاؤ۔ جہاں راضی ہوتے ہیں۔ وہ دے دوں گا۔ روزہ میرا ہے اور اس کا صلہ میں دوں گا۔ اب کیا صلہ دیں گے؟ صلہ اب یہ ہے، میان عاشق و معشوق رمزیست۔

(قیامت کے دن) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر اللہ تعالیٰ بتلائیں گے کہ یہ صلہ دوں گا۔ یہ مہینہ ۔۔۔ عطا ہے۔ یہ تمہارے کسی استحقاق کا صلہ نہیں ہے۔ اس میں محض ہمارے خاص الخاص نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک تخصیص ہے ایسی تخصیص کبھی کسی کے لئے نہیں ہوئی۔ اور درمیان میں ہم لوگ آگئے

ع میانِ عاشق و معشوق رمزیست

چاہے جس حیثیت کا اُمتی ہو، چاہے بڑے سے بڑا صحابی ہو یا معمولی سے معمولی اُمتی سب انہی کی زد میں آگئے۔

معمولی سے معمولی اُمتی سب اس میں آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا احسان فرمایا کہ بیان سے باہر ہے ع

یارب تو کریمی و رسول تو کریم

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

اور "میانِ دو کریم" وہ رمز در موز ہے اس میں آگئے اور مورد رحمتِ خاصہ بن گئے لاالٰہ الا اللہ۔ ہم بڑے ہی خوش نصیب ہیں۔

فرمایا۔ ایک بات جو عمومیت کے متعلق ہے کہہ رہا تھا کہ رمضان شریف مع اپنی برکات کے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتوں کی بارش ہوئی

بارشیں ہوئیں۔ ملائکہ آئے، سلامتی لیکر آئے۔ کلام اللہ کا نزول ہوا شبِ قدر آئی۔ عالم امکان میں ان امور کا بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ خاصکر کلام اللہ کا نزول، وہ تو ایسا انعام خاص ہے جسکا کوئی بدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اِس کا مورد (الحمدللہ) اللہ تعالیٰ نے ہم کو بنایا اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی تلاوت کرو اور سنو، اسکے پڑھنے اور سننے کا اجر لا متناہی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ابدی اور سرمدی رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا اور چیزوں کا صلہ تو ہو سکتا ہے لیکن کلام اللہ کا ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ، زیر و زبر، شد، مد، اس میں جو تجلیات و انوارات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ان کا کوئی بدل نہیں۔ رمضان میں ہم نے کلام اللہ سنا، پڑھا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے۔ اگرچہ یہ چیزیں عمومیت میں آگئیں مگر ان کی قدر و قیمت اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رحمت کی موسلا دھار بارش ہوئی ہے، ایسی ہوئی ہے کہ عالم امکاں میں کبھی ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی۔ اب رمضان المبارک چلے گئے لیکن ہمارا وہی حال ہے۔

پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری

یا۔ تم نے رمضان المبارک کے روزے رکھ لئے۔ تراویح پڑھ لیں اس کی مثال ایک تشنہ اور خشک زمین کی ہے کہ اس پر گھنٹہ دو گھنٹہ موسلا دھار بارش ہوئی۔ جب بارش تھم گئی تو میدان میں بارش کے آثار کہیں نظر آئے جبکہ زمین نے سب پانی کو جذب کر لیا۔ اب زمین تو تر معلوم ہوتی ہے لیکن بارش کا ذخیرہ کہیں نظر نہیں آتا۔ ایسے ہی الحمدللہ ہم نے اور آپ نے بھی رمضان کے تمام انوار و برکات کو جذب کر لیا۔ چاہے محسوس ہوں یا نہ ہوں۔ بقدر ظرف ہر ایک نے جذب کر لیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے بقدر ظرف جذب کیا۔ ہم نے بقدر ظرف جذب کیا لیکن جذب سب نے کیا۔ اب چاہے آثار و علامات معلوم ہوں یا نہ ہوں لیکن کوئی چیز رائیگاں تو نہیں۔ وہ تو اپنی حقیقت کے ساتھ آئی اور قیامت تک کے لئے اپنی حقیقت چھوڑ گئی۔ اب اس کے اندر والی چیز (انعامات کو) کو ہماری روح اور ایمان نے جذب کر لیا تو اب اسکی نمود تو وہاں ہوگی جسکا نام "جنت" ہے۔ وہ زمین جو خشک پڑی ہوئی تھی جس نے بارش کو جذب کر لیا تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اپنے خزانے اُگل دیتی ہے، پھلوں میں پھولوں میں، پھلواڑیوں اور سبزیوں میں۔ ایک دس سالہ عرصہ میں دیکھئے۔ سب سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے اور رفتہ رفتہ اس میں آگے پھل بھی ہیں اور پھول بھی ہیں اور رجانے کیا کیا۔ انواع و اقسام کی دلفریبیاں ہیں تو بھائی (اس طرح ایمان والوں نے انعامات کو جذب کر لیا ہے۔ اس کا ری ایکشن اور ردّ عمل تو جنت ہی میں محسوس ہوگا۔ جہاں اس کا موقع ہوگا۔ وہیں محسوس ہوگا تو اسی لئے روزہ رکھ کر نمازیں پڑھ کر دیگر نیک اعمال بجالا کے ناقدری نہ کیجئے۔

فرمایا۔ عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ روزے رکھے ہیں بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ارے تمہیں اپنے عمل پر کیوں نظر ہے۔ قبولیتوں کے ساتھ تو رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ تمہارا اور تمہارے عمل کا اس میں کیا دخل ہے۔ اعمال کی حدود سے بالاتر ہو کر آؤ۔ یہاں تو بے حد و بے گمان و بے قیاس چل رہا ہے۔ عطا ہی عطا ہے۔ رمضان میں پہلے دس دن رحمت کے ہیں۔ آپ بتایئے اعلان ہے یا مورد بنایا ہے۔ دس روز مغفرت کے ہیں، اعلان ہے یا تمہیں مورد رحمت بنایا ہے اور دس روز دوزخ کی آگ سے خلاصی کے ہیں، صرف اعلان ہے یا مورد بھی بنایا ہے (میں یہ کہتا ہوں) کہ یہ اعلان نہیں بلکہ بغیر کسی استحقاق اور صلے کے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا مورد بنا دیا ہے اور صرف اسی بنا پر بنا دیا ہے کہ تم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہو۔ صرف یہ ایک نسبت ہے اور اسی نسبت کا صلہ ہے۔

فرمایا۔ بعض مرتبہ شیخ کی تکمیل طالبین کے ذریعہ ہو جاتی ہے۔ شیخ کے اندر جو خامیاں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ طالبین صادقین کے ذریعہ دور کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال حضرت قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ نے ایک جگہ ایک واقعہ کی صورت میں دی ہے اور اس واقعہ کو حضرت تھانویؒ نے بھی بیان فرمایا کہ ایک چور کسی بزرگ کے ہاں چوری کرنے چلا گیا۔ اس بزرگ نے کہا کہاں میرے پاس زحمت کر کے آئے ہو۔ میرے پاس ایک بدنہ اور ایک فلاں چیز ہے جو طاق میں رکھی ہوئی ہے اور بس۔ اگر تیری ضرورت اس سے پوری ہوتی ہو تو لے جاؤ اس چور پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ دوسرے دن اس نے چوری چھوڑ دی، ایک لمبا کرتہ پہنا اور تسبیح لیکر بیٹھ گئے

باقی ص۲۴ پر

مہر نبوت کا بیان

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دیکھ کر مسلمان ہوئے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدنیؒ کی کتاب خصائل نبوی بر شمائل ترمذی سے ایک حصہ

حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث الخزاعی حدثنا علی بن حسین بن واقد، حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سَمِعْتُ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ یَقُوْلُ جَاءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ بِمَائِدَۃٍ عَلَیْھَا رُطَبٌ فَوَضَعَھَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا سَلْمَانُ مَا ھٰذَا فَقَالَ صَدَقَۃٌ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَصْحَابِکَ فَقَالَ اِرْفَعْھَا فَاِنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ قَالَ فَرَفَعَھَا فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِہٖ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا سَلْمَانُ؟ فَقَالَ ھَدِیَّۃٌ لَکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ اُبْسُطُوْا ثُمَّ نَظَرَ اِلَی الْخَاتَمِ عَلٰی ظَھْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِہٖ وَکَانَ لِلْیَھُوْدِ فَاشْتَرَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَذَا وَکَذَا دِرْھَمًا عَلٰی اَنْ یَّغْرِسَ لَھُمْ نَخْلًا فَیَعْمَلَ سَلْمَانُ فِیْہِ حَتّٰی تُطْعِمَ فَغَرَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ اِلَّا نَخْلَۃً وَّاحِدَۃً غَرَسَھَا عُمَرُ فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِھَا وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا شَاْنُ ھٰذِہِ النَّخْلَۃِ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا غَرَسْتُھَا فَنَزَعَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَغَرَسَھَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِہٖ۔

(۶) بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لے کر آئے جس پر تازہ کھجوریں تھیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سلمانؓ یہ کیسی کھجوریں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اس لئے پاس سے اٹھالو۔ (اس میں علماً کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے؟ کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا اور بعض کے نزدیک جماعت انبیاء مراد ہے اور بعض کے نزدیک اور حضور کے وہ اقارب جن کو زکوٰۃ کا مال جائز نہیں وہ مراد ہیں۔ بندۂ ناچیز کے نزدیک یہ تیسرا احتمال راجح ہے اور علامہ مناویؒ کے الفاظ اشارۃ، جو اس تعبیر صورت میں بھی زیادہ وقیع نہیں) دوسرے دن پھر تھر پیش آیا کر کھجوروں کا طباق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر سلمانؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ نے خود بھی نوش فرمایا۔ چنانچہ بیجوریؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔ حضرت سلمانؓ اس طرح پر دونوں دن لانا یہ حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ کے آقا ہونے کا امتحان تھا اس لئے کہ سلمانؓ پرانے زمانے کے علماً میں تھے۔ اڑھائی سو برس بعض کے قول پر ساڑھے تین سو برس کی ان کی عمر ہوئی ہے۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب میں پڑھ رکھی تھیں یہ بھی دیکھا تھا آپ صدقہ نوش نہیں فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے ہیں۔ اور آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہے پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور اقدس علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہو گئے (سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یہود بنی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید لیا، مجازاً خریدنے کے لفظ سے تعبیر کر دیا ورنہ حقیقت میں انہوں نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکاتب بنایا تھا۔ مکاتب بنانا اس کو کہتے ہیں کہ آقا غلام سے یہ معاملہ کر لے کہ اتنی مقدار جو آپس میں طے ہو جائے کما کر دیدو پھر تم آزاد

ب کتابت بہت سے دراہم قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمانؓ ان کے
ن سو کھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے پھل لانے تک ان کی
ب کریں پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے
ت لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل
ے مگر ایک درخت نہ پھلا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ درخت حضرت عمرؓ کے
لگایا ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کا نہ تھا۔ حضور
لّٰہ علیہ وسلم نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دستِ مبارک سے لگایا۔ حضور
لّٰہ علیہ وسلم کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم درخت لگایا بھی اسی سال پھل
یا۔

فائدہ اس حدیث میں علماء نے بہت سے علمی تحقیقات فرمائی ہیں
یہ کہ جب سلمانؓ غلام تھے تو ان کا صدقہ اور ہدیہ جائز تھا یا نہیں، نیز ہدیہ اور
میں فرق کیا گیا ہیں وغیرہ وغیرہ طویل بحثیں ہونے کی وجہ سے اختصاراً ترک
ی گئیں البتہ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص معمول معلوم
ہدایا میں خدام و حضار کو شریک فرمایا کرتے تھے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ن معمول تھا۔ [illegible] واقعات حدیث کی کتابوں میں اس معمول کے مذکور ہیں
مضمون میں حضور [illegible] علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی نقل کیا جاتا ہے کہ حضور
لّٰہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (الهدايا مشتركة) ہدیے جو دیئے جاتے
، پاس بیٹھنے والوں میں مشترک ہوتے ہیں۔ محدثانہ حیثیت سے اس
ے کے الفاظ میں اختلاف ہے اور کلام بھی ہے یعنی ضعیف ہے مگر مضمون
متعدد سے واقعات سے تائید ہوتی ہے یہ بات کہ کس قسم کے ہدیے مراد
ور پاس بیٹھنے والوں سے کون مراد ہیں، تفصیل طلب ہے۔ ملا علی قاریؒ
ھا ہے کہ ایک شیخ وقت کے پاس کوئی شخص ہدیہ لایا ایک پاس بیٹھنے والے
ض کیا الهدايا مشتركة انہوں نے فرمایا شرکت کے خواہاں نہیں ہم تو وحدت
کرتے ہیں یہ سب تمہاری نذر ہے۔ وہ مقدار میں اتنا تھا کہ ان صاحب سے
ہ نہ سکا تو اپنے خادم کو حکم دیا کہ یہ ان کے گھر پہنچا دو اس نے پہنچا دیا۔
رح ایک مرتبہ امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں واقعہ پیش آیا کہ کچھ نقدی ہدیہ پیش
۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا الهدايا مشتركة انہوں نے ارشاد
راس سے خاص قسم کے ہدایا مراد ہیں اور یہ فرما کر خادم سے ارشاد فرمایا کہ
اٹھا کر رکھ دو۔ علماء نے لکھا ہے کہ دونوں واقعے اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی
ہیں، ایک زاہد صوفی کے وہی مناسب تھا جو انہوں نے کیا اور ایک فقیہ

کے یہی مناسب تھا اور یہ سچ ہے امام ابو یوسفؒ فقہ کے مشہور امام ہیں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ایک شرعی مسئلہ بن جاتا کہ ہدایا میں شرکت ضروری ہو جاتی اور امت کو دقت ہو جاتی۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ایک کتاب اپنی مبشرات اور منامات میں لکھی اس میں بہت سے عجیب واقعات ہیں منجملہ ان کے اپنے والد صاحبؒ کا یہ واقعہ بھی لکھا کہ ایک مرتبہ ابتدائی زمانہ میں مجھے شوق ہوا کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں اس کے بعد علماء کے اختلاف کی وجہ سے مجھے تردد ہوا۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی مرحمت فرمائی حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا الهدايا مشتركة میں نے وہ روٹی سامنے کر دی انہوں نے ایک ٹکڑا اس میں سے لے لیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا الهدايا مشتركة میں نے ان کے سامنے بھی پیش کر دی انہوں نے ایک ٹکڑا اس میں سے لے لیا پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا الهدايا مشتركة میں نے عرض کیا کہ اگر اس کو آپ ہی حضرات نے تقسیم فرمایا تو اس فقیر کے لئے کیا بچے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ جلیل القدر صحابہ میں ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب قرآن شریف کی آیت وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (سورہ محمد) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم (ایمان لانے سے) روگردانی کرو گے۔ تو اللہ جلشانہ تمہاری جگہ ایک دوسری قوم کو لے آئے گا۔ جو تم جیسی نہ ہوگی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے جو ہماری جگہ آئیں گے حضور اقدس صلی اللہ نے حضرت سلمانؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی لے لیتے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضرت امام اعظمؒ کی شان میں بشارت ہے حضرت سلمانؓ خود اپنے ایمان لانے کا مفصل قصہ نقل فرماتے ہیں۔ جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور اس میں ان علامات کا بھی ذکر ہے جن کا انہوں نے امتحان لیا وہ فرماتے ہیں کہ میں صوبہ اصبہان میں ایک جگہ کا رہنے والا ہوں جس کا نام جے تھا میرا باپ اس جگہ کا چودھری اور سردار تھا اور مجھ سے بہت ہی زیادہ اس کو محبت تھی میں نے اپنے قدیم مذہب مجوسیت میں اتنی زیادہ کوشش کی کہ میں آتشکدہ کا محافظ بن گیا۔ مجھے باپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد کی طرف بھیجا۔ راستہ میں میرا گزر نصاریٰ کے گرجے پر ہوا میں سیر کے لئے اس میں چلا گیا میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے وہ پسند آگئی۔ اور اس دین کو پسند کرنے لگا شام تک میں وہیں رہا، ان سے میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا مرکز کہاں ہے انہوں نے کہا ملک شام میں ہے رات کو میں گھر واپس آیا گھر والوں نے دریافت

کیا کہ تم تمام دن کہاں رہا۔ میں نے تمام قصہ سنایا۔ باپ نے کہا کہ بیٹا وہ دین اچھا نہیں ہے تیرا اور تیرے بڑوں کا جو دین ہے وہی بہتر ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں وہی دین بہتر ہے۔ باپ کو میری طرف سے خدشہ ہو گیا کہ کہیں چلا نہ جائے اس لئے میرے پاؤں میں ایک بیڑی ڈال دی۔ اور گھر میں قید کر دیا میں نے ان عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جب شام سے سوداگر لوگ جو اکثر آتے رہتے تھے آئیں تو مجھے اطلاع کرا دیں، چنانچہ کچھ سوداگر آئے اور ان عیسائیوں نے مجھے اطلاع کرا دی جب وہ سوداگر واپس جانے لگے تو میں نے اپنے پاؤں کی بیڑی کاٹ دی اور بھاگ کر ان کے ساتھ شام چلا گیا وہاں پہنچ کر میں نے تحقیق کیا کہ اس مذہب کا سب سے زیادہ ماہر کون ہے لوگوں نے بتایا کہ گرجا میں فلاں بشپ ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے تمہارے دین میں داخل ہونے کی رغبت ہے اور تمہاری خدمت میں رہنا چاہتا ہوں اس نے منظور کر لیا میں اس کے پاس رہنے لگا لیکن وہ کچھ اچھا آدمی نہ نکلا۔ لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دیتا اور جو کچھ جمع ہوتا اس کو اپنے خزانے میں رکھ لیتا غریبوں کو کچھ نہ دیتا، وہ مر گیا اس کی جگہ دوسرے شخص کو بٹھایا گیا وہ اس سے بہتر تھا اور دنیا سے بے رغبت تھا میں اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ اور اس سے مجھے محبت ہو گئی بالآخر وہ بھی مرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے کسی کے پاس رہنے کی وصیت کر دو۔ اس نے کہا کہ میرے طریقہ پر صرف ایک شخص دنیا میں ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے وہ موصل میں رہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا۔ میں اس کے مرنے کے بعد موصل چلا گیا اور اس سے جا کر اپنا قصہ سنایا اس نے اپنی خدمت میں رکھ لیا وہ بہترین آدمی تھا آخر اس کی بھی وفات ہونے لگی تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا فلاں شخص کے پاس نصیبین میں چلے جانا میں اس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنا قصہ سنایا اس نے اپنے پاس رکھ لیا وہ بھی اچھا آدمی تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا عموریا میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا میں وہاں چلا گیا اور اس کے پاس اسی طرح رہنے لگا۔ وہاں میں نے کچھ کمائی کا دھندا بھی کیا جس سے میرے پاس چند گائیں اور کچھ بکریاں جمع ہو گئیں جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں تو اس نے کہا کہ اب خدا کی قسم کوئی شخص اس طریقہ کا جس پر ہم لوگ ہیں عالم نہیں رہا۔ البتہ نبی آخر الزماںؑ کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آ گیا جو دین ابراہیمی پر ہوں گے عرب میں پیدا ہوں گے اور ان کی ہجرت کی جگہ ایسی زمین ہے جہاں کھجوروں کی پیداوار بکثرت ہے اور اس کے دونوں جانب کنکریلی زمین ہے وہ ہدیہ نوش فرمائیں گے اور صدقہ نہیں کھائیں گے ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی یہ ان کی علامات ہیں اسی وجہ سے حضرت سلمانؓ نے ان علامات کی تحقیق کی تھی) پس اگر تجھ سے ہو سکے تو ا سرزمین پر پہنچ جانا۔ اس کے انتقال کے بعد قبیلہ بنو کلب کے چند تاجروں کا و گزر ہوا میں نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھے اپنے ساتھ عرب لے چلو تو اس کے بد یہ گائیں اور بکریاں تمہاری نذر ہیں۔ انہوں نے قبول کر لیا۔ اور مجھے وادی القر (یعنی مکہ مکرمہ) لے آئے۔ اور وہ گائے اور بکریاں میں نے ان کو دے دیں لیکن انہ نے مجھ پر یہ ظلم کیا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں اپنا غلام ظاہر کیا اور مجھے بیچ دیا۔ بنو قریظہ ایک یہودی نے مجھے خرید لیا اور اپنے ساتھ اپنے وطن مدینہ طیبہ لے آیا۔ مدینہ ط کو دیکھتے ہی میں نے ان علامتوں سے جو مجھے عموریا کے ساتھی (پادری) نے بتائی تھ پہچان لیا کہ یہی وہ جگہ ہے۔ میں وہاں رہتا۔ کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک قبا ہی میں تشریف فرما تھے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کر جو کچھ میرے پا تھا وہ لے جا کر پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ کا مال ہے حضور صلی اللہ علیہ نے خود نہیں فرمایا صحابہؓ (فقراء) سے فرمایا کہ تم کھاؤ میں نے اپنے دل میں کہا ایک علامت تو پوری نکلی پھر میں مدینہ واپس آ گیا اور کچھ جمع کیا کہ اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ بھی مدینہ منورہ تشریف لائے میں نے کچھ کھجوریں اور کھا ... یں کیا اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تناول فرمایا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت بھی پوری ہو گئی۔ اس کے بعد میں ایک مرتبہ حاضر خدمت اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے جنازے میں شرکت کی و سے البقیع میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا۔ اور پشت کی طرف گھومنے لگا آ

آپ سمجھ گئے۔ اور اپنی چادر مبارک کمر سے ہٹا دی میں نے مہر نبوت کو دیکھا میں جوش میں اس پر جھک گیا۔ اس کو چوم رہا تھا اور رو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سامنے آؤ۔ میں سامنے حاضر ہوا اور حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا اس کے بعد میں اپنی غلا کے مشاغل میں پھنسا رہا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آقا سے مکاتبت کا معاملہ کر لو۔ میں نے اس سے معاملہ کر لیا اس نے دو چیزیں بدل کتابت قرار دیں ایک یہ کہ چالیس اوقیہ نقد سونا (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور ایک درم تقریباً ۳-۴ ماشہ کا) دوسری یہ کہ تین سو درخت کھجور کے لگاؤں اور ان کو پرورش کروں یہاں تک کہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے جس کا قصہ شمائل میں موجود ہے۔ اور اتفاق سے کسی جگہ سے سونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ کو مرحمت فرما دیا کہ اس کو جا کر اپنی بدل کتابت میں دیدو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ یہ کیا کافی ہو گا۔ وہ بہت زیادہ

باقی صفحہ ۲۱ پر

کنزی میں ایک قادیانی کا مسلمان ہونا

بہاول پور میں علم و عرفان کی بارش

ترتیب :- عبدالرحمٰن یعقوب باوا

قارئین کرام! گذشتہ دنوں رمضان المبارک کی وجہ سے جو جماعتی مصروفیات رہیں اور اس کے بعد عیدالفطر کی تعطیلات کی وجہ سے کاروانِ ختم نبوت کا تسلسل برقرار نہ رہ سکا۔ اب دوبارہ کوشش کر رہے ہیں کہ جماعتی پروگرام و سرگرمیوں کی اطلاعات، زیادہ سے زیادہ آپ تک پہنچانے کی کوشش کریں ——— تو آیئے کنزی سے ہمارے نمائندے محمد عثمان آزاد کی ارسال کردہ ۔۔۔ اہم رپورٹ۔

کنزی

محمد عثمان آزاد لکھتے ہیں کہ گذشتہ دنوں کنزی کا ایک قادیانی جس کی عمر ۴۰ سال بتائی جاتی ہے بروز جمعہ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۸۲ء کو مسجد بخاری میں ایک بڑے اجتماع کے سامنے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا حبیب اللہ کے ہاتھوں پر مرزائیت سے بیزاری کا اظہار کر کے اسلام قبول کیا۔ مسجد میں موجود ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کرتے رہے جس سے مسجد گونجنے لگی۔ اجتماع کے اختتام پر نو مسلم عمر شاہ کو ہار پہنا کر جلوس کی شکل میں ان کی قیام گاہ تک لے جایا گیا۔

کنزی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کے قائم ہونے کے بعد کسی قادیانی کے مسلمان ہونے کا پہلا واقعہ ہے۔

مسلمان ہونے کے بعد عمر شاہ کا اقرار

(۱) میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب و دجال کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی کو جو لوگ نبی مانتے ہیں وہ سب کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(۳) محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص کسی بھی حیثیت سے دعوئ نبوت کرے وہ کذاب و دجال، کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) میں تمام لوگوں کے سامنے آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آج سے میں مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں اور اپنی بقیہ زندگی ختم نبوت کے عقیدے کے مطابق گزاروں گا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور آپ کی امت کو آخری امت تسلیم کروں گا اور آپ کے بعد کسی بھی حیثیت سے دعوئ نبوت کرنے والے کو کذاب و دجال اور دائرہ اسلام سے خارج مانوں گا۔

(۵) میں آپ کے سامنے کلمہ پڑھتا ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور میں آپ کو اپنے مسلمان ہونے پر گواہ کرتا ہوں اور آج کے بعد میں مسلمانوں کے طریقے کو اپناؤں گا اور جو زندگی میں نے مرزائیت اور لادینیت پر گذاری ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے دربار میں معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب قادیانیوں کو ہدایت دے۔

بہاول پور

بہاول پور سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ جناب محمد عبداللہ اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ دنوں یہاں مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے زیر اہتمام ہر سال یکم تا سولہ رمضان المبارک جامع مسجد الصادق میں درس قرآن مجید کا پروگرام ہوتا ہے۔ اس سال بھی یہ پروگرام ترتیب دیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کے مرکزی ناظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری نے درسِ قرآن کے پروگراموں کا افتتاح فرمایا۔ مولانا نے مرزائیوں کو متنبہ فرمایا کہ وہ ملک و ملت کے خلاف سازشوں سے باز آجائیں ورنہ مسلمانانِ پاکستان مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور ملک عزیز کی سالمیت اور بقا کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے مولانا موصوف نے یکم اور ۲ کی صبح کو نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ سامعین مولانا موصوف کے بیان سے بہت مستفیض ہوئے اور مولانا محمد علی جالندھری کی یاد کی تازگی محسوس کرنے لگے۔

۳ رمضان کو مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے درس قرآن مجید کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر نہایت افسوس کا اظہار کیا کہ قادیانی اور قادیانی نواز اس قسم کی سازشیں کر کے موجودہ حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں انہوں نے وفاقی وزارت تعلیم سے پرزور مطالبہ کیا کہ ڈگری کلاسوں کی اسلامیات سے "ختم نبوت" کے مضامین کے اخراج کا فیصلہ واپس لے کر مسلمانان پاکستان کو مزید پریشانی اور اضطراب کے ابتلا سے محفوظ کیا جائے۔

۴ سے ۹ رمضان المبارک تک مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی اللہ یار خان نے درس قرآن وحدیث ارشاد فرمائے۔ قاضی صاحب موصوف کے درس خاصے جاندار اور اہم تھے۔ بہاول پور کے مسلمانوں نے قاضی صاحب کے درسوں کو بہت اہمیت دی۔ قاضی صاحب نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ رکھنے کے لیے ان کا علیحدہ یونیفارم تجویز کیا جائے۔ جیسا کہ سکول کالج یونیورسٹی کے طلباء کا یونیفارم علیحدہ ہوتا ہے۔ فوج کی اپنی وردی ہوتی ہے۔ پولیس کی اپنی وردی ہوتی ہے اسی طرح مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ رکھنے کے لیے ان کی علیحدہ وردی مقرر کی جائے تاکہ وردی کو دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ یہ قادیانی ہے اور مرزائیوں کی عبادت گاہ کا نام مسجد کے بجائے غلمدی باڑہ رکھا جائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مایۂ ناز مناظر فاضل نوجوان حضرت مولانا اللہ وسایا نے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزائیوں کے نام نہاد قصر خلافت میں دراڑیں پڑنا شروع ہو چکی ہیں اور وقت قریب ہے کہ قادیانیت اپنے طبعی انجام کو پہنچے گی۔ خطیب ربوہ کا عرصہ دراز سے بہاولپور میں انتظار تھا۔ ان کی تشریف آوری پر مسلم اسلام پورہ کی مسجد حافظ غلام بخش میں مولانا کے اعزاز میں افطار پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مسجد کا صحن سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کہ مولانا نے ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی اور مرزائیوں کی اندرونی خلفشار اور ملک و ملت کے خلاف ریشہ دوانیوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ افطار پارٹی کے منتظمین میں عبد العزیز، محمد اسلم، عبد الکریم، سید خادم حسین شاہ، حافظ نور محمد پیش پیش تھے۔ جب کہ دوسرے روز اخبار نمائندوں سے مسجد الفردوس میں ملاقات تھی۔ پریس کانفرنس کی روداد علیحدہ شائع کی جائیگی۔

۱۳-۱۴ رمضان المبارک کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی راہنما مناظر اسلام حضرت علامہ عبد الرحیم اشعر نے خطاب کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے انہوں نے مدلل طور پر ثابت کیا کہ قادیانی الہامی طور پر قیام پاکستان کے مخالف تھے اور اب بھی ہیں چنانچہ آج بھی ربوہ میں آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر لکھا ہوا موجود ہے کہ ہماری میتیں (لاشیں) یہاں عارضی طور پر امانت ہیں جب حالات سازگار ہوں تو ہماری لاشوں کو قادیان ہندوستان میں لے جایا جائے مولانا نے گرجدار آواز میں فرمایا کہ حالات سازگار ہونے کا کیا مقصد ہے؟

آج جب کہ اسرائیل پورے عالم اسلام [illegible] رہا ہے۔ مرزائیوں کا اسرائیل میں مشن موجود ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مرزائی امریکہ کے ایجنٹ ہیں اور امریکہ کے بین الاقوامی جاسوس ہیں۔

۱۵، ۱۶ رمضان المبارک کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی مبلغ مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی نے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیوں کو ملٹری اور گورنمنٹ کے تمام کلیدی عہدوں سے علیحدہ کیا جائے۔ مولانا نے دوسرے روز غزوۂ بدر کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غزوہ بدر اسلام کی فتح کا پہلا عظیم شاہکار ہے۔

الحمد للہ مجموعی طور پر یہ درس انتہائی کامیاب رہے بلکہ سہ روزہ درس سولہ کانفرنسیں ثابت ہوئیں تمام مقررین نے مجموعی طور پر اہم عنوانات پر درس دیئے جس کے اثرات انشاء اللہ العزیز دوررس ثابت ہوں گے۔

> مرزائیوں کو فوج اور دیگر کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔

قومی اخبارات کا مطالعہ

قادیانی گروہ میں اقتدار کی جنگ ۔ قادیانیوں نے مرزا طاہر کی بیعت سے انکار کر دیا

نیا صدر مقام مغربی جرمنی منتقل کرنے کا فیصلہ ۔ مرزا طاہر صورت حال پر قابو پانے کے لئے لندن چلے گئے

چنیوٹ ۳۰ جولائی (نامہ نگار) قادیانیوں کے صدر مقام ربوہ میں [اس] [جما]عت کی جنگ اقتدار عروج پر پہنچ چکی ہے اور اب بیرون پاکستان مختلف [ممالک] میں ان کے مشن بھی اس کھینچا تانی میں شریک ہو گئے ہیں اور متعدد [م]شنوں نے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے ۔ نیز جماعت کے بیرونی مشنوں کے سربراہ مرزا مبارک احمد کو [جما]عت کے نیا سربراہ منتخب کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئی ہیں ان [بیرو]نی عناصر نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جماعت کا نیا صدر مقام مغربی جرمنی میں [منت]قل کر دیا جائے ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے [دور]ان بھی قادیانیوں [نے] ... کر مغربی جرمنی منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا اس صورت حال سے قادیانی فرقہ ... مرزا طاہر احمد کو سخت تشویش لاحق ہو گئی ہے چنانچہ وہ [صورت حال] پر قابو پانے کے لیے لندن روانہ ہو گئے ہیں جہاں بڑے بڑے قادیانی راہنما چودھری ظفر اللہ، ایم ایم احمد، احمدی مبلغ اور تنظیموں کے سربراہ پہلے سے موجود ہیں ۔ ادھر مرزا مبارک اور ان کے ساتھی قادیانی جماعت کو موجودہ سربراہ سے نجات دلانے اور مستقبل کے بارے میں صلاح مشورے کر رہے ہیں ۔ ان تمام مذاکرات میں مرزا مبارک نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں وہ طاہر احمد کے سربراہ بننے کے فوراً بعد ہی علاج کے بہانے لندن چلے گئے تھے وہ بیرونی مشنوں میں فعال باکردار اور موثر شخصیت شمار ہوتے ہیں ۔ مرزا ناصر احمد کے مرنے کے بعد بیشتر لوگوں نے مرزا مبارک احمد کو نیا خلیفہ بنانے کی تجویز کی تھی تاکہ قادیانی فرقہ انتشار سے محفوظ رہے لیکن ربوہ کی بیوروکریسی نے یہ تجویز اپنے مالی مفادات کے پیش نظر مسترد کرا دی لیکن قادیانیوں کی اکثریت مرزا طاہر کو اپنا سربراہ ماننے سے انکاری ہے ۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۳۱ جولائی ۱۹۸۲ء)

بھارتی شہری تھرپارکر میں کھلے عام اراضی فروخت کر رہے ہیں

غیر قانونی کاروبار کا سرکاری محکموں میں رجسٹریشن بھی ہو رہا ہے : مولانا عبدالقدوس بہاری

کراچی ۲۸ جولائی (اسٹاف رپورٹر) تحریک پاکستان کے بزرگ رہنما مولانا عبدالقدوس بہاری نے کہا کہ آج لاکھوں محب وطن پاکستانی مشرقی پاکستان میں تڑپ رہے ہیں لیکن انہیں پاکستان میں آنے کی اجازت نہیں لیکن وہ بھارتی ہندو جو حکومت پاکستان کے ریکارڈ میں کٹر کانگریسی، دشمن پاکستان اور جن سنگھی درج ہیں جن کے بارے میں سرکاری طور پر یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ یہ لوگ پاکستان کو دھوکا دے رہے ہیں انہوں نے بھارتی شہری ہوتے ہوئے جعلی دستاویزات کے ذریعے پاکستان پاسپورٹ حاصل کیے ہوئے ہیں بلکہ کروڑوں روپے کی جائیداد اور زمین بھی کھلے عام فروخت کر رہے ہیں ۔ اور ڈپٹی کمشنر اور مختار کار اور ڈسٹرکٹ رجسٹرار اراضی کی فروخت کی دستاویزات کا رجسٹریشن کر رہے ہیں انہوں نے کہا ان ہندوؤں کو سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کیے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کس قدر شرم کی بات ہے کہ ان بھارتی ہندوؤں کے خلاف کوئی رپورٹ درج کرنے کو تیار نہیں ہے انہوں نے آئی جی پولیس ارباب ہدایت اللہ کو ٹیلیگرام کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر تھرپارکر ان پاکستان دشمن عناصر کی مدد کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کسی قسم کی رپورٹ درج نہیں کر رہے ۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجماع ہے

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی سیر حاصل تحریر

قیامت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور قیامت سے پہلے جو بڑے بڑے خلاف عادت امور ظاہر ہوں گے ان کو قیامت کی علامات کبریٰ کہا جاتا ہے۔ اللہ و رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتلائی ہیں وہ سب برحق ہیں۔ ضرور ہو کر رہیں گی۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ ان کے زمانے میں کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا۔ اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی متواتر احادیث میں خبر دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک تمام اکابر امت بھی متواتر اس کی خبر دیتے رہے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنے کے لیے آسمان سے نازل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک امت کے درمیان معروف و مسلم چلا آ رہا ہے اور ان کو ان قطعی و یقینی عقائد میں شمار کیا گیا ہے جن پر ایمان لانا واجب اور جن کا انکار کرنا کفر ہے۔

چونکہ غفلت و جہالت کی وجہ سے اس زمانے کے بہت سے لوگ اس عقیدہ میں شک و شبہ کا اظہار کرتے ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں ابتدائے اسلام سے لے کر ہمارے زمانے تک کے اکابر کی تصریحات صدی وار جمع کر دی جائیں۔ تاکہ مسلمان بھائیوں کے لیے اطمینان و شفا کا موجب ہو۔ اور جو لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہیں ان کو بھی حق تعالیٰ انصاف اور حق پرستی کی توفیق عطا فرمائے۔

چونکہ تمام عقائد اسلامیہ کا سرچشمہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات ہیں اس لیے مناسب ہوگا کہ نزول [illegible] اسلام کے عقیدہ کا سلسلہ تواتر خداوندی تک پہنچانے کے لیے [illegible] آغاز عہد خداوندی سے کریں۔

۱۔ عہد خداوندی

الف :۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی طرف اٹھا لینے کی صراحۃً خبر دی ہے ایک سورۂ آل عمران کی آیت ۵۵ میں (یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ) اور دوسرے سورۂ النساء کی آیت ۱۵۷۔۱۵۸ میں۔ (وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ) ان دونوں آیتوں میں باجماع امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بجسد عنصری اٹھایا جانا مراد ہے۔
اور جیسا کہ تمہید میں عرض کیا جا چکا ہے کہ امت کی اجماعی تفسیر کے خلاف تفسیر کرنا زندقہ ہے۔

ب :۔ قرآن کریم میں دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اول سورہ النساء کی آیت ۱۵۹ میں:
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ؕ

جس کی تفسیر صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کی گئی ہے۔

دوم:۔ سورۂ زخرف کی آیت ۶۱ میں: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ جس کی تفسیر صحیح ابن حبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے

قال نزول عیسیٰ بن مریم قبل یوم القیامۃ	فرمایا: اس سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت سے پہلے

(موارد الظمآن ص ۴۳۵)

۲ انبیاء کرام علیہم السلام کا اجماع

قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر انبیاء علیہم السلام کا بھی اجماع ہے جس کی اطلاع ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام نے دی ہے۔ چنانچہ:۔

الف:۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵، ابن ماجہ ص ۳۰۹، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۸۸، و ج ۴ ص ۵۴۵۔ تفسیر ابن جریر ج ۱۷ ص ۷۲، فتح الباری ج ۱۳ ص ۷۹، درمنثور ج ۴ ص ۳۳۶ میں (بحوالہ ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن مردویہ، کتاب البعث للبیہقی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شب معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی۔ اس محفل میں یہ گفتگو چلی کہ قیامت کب آئے گی۔ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ قیامت کب برپا ہوگی؟ اس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں البتہ مجھ سے میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گا۔"

اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں "صحیح علی شرط الشیخین" کہا ہے۔ امام ذہبی نے تلخیص مستدرک میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں امام حاکم کی تصحیح سے اتفاق کیا ہے اور میرے علم میں کوئی ایسا محدث نہیں جس نے اس حدیث پر کوئی جرح و تنقید کی ہو۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ قیامت سے کچھ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قتل دجال کے لیے ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرنے کا ان سے عہد کر رکھا ہے۔

۳۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر اجماع ہے۔

۴۔ جس عیسیٰ بن مریم کے نزول کا خدا تعالیٰ کی طرف سے عہد ہے وہ کوئی مجہول شخصیت نہیں بلکہ وہی حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام ہیں جن کو ساری دنیا اسی نام سے جانتی ہے۔

ب:۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ما من نبی الا وقد انذر قومه من الدجال وقد انذر نوح قومه۔	کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔

(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۲)

گویا جس طرح قیامت کا قائم ہونا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجماعی عقیدہ ہے اور یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہم السلام کے نازل ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔

ج:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات، انبیاء کرام کے اجماع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی متواتر احادیث سے واضح ہے جن کی تعداد ستر سے متجاوز ہے (تفصیل کے لیے رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" اور اس کا ترجمہ "نزول مسیح اور علامات قیامت" ملاحظہ فرمایئے۔

یہاں عقیدۂ نبوی کی وضاحت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ (صحابہ کرامؓ) کچھ مذاکرہ کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ دریافت فرمایا کیا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ عرض کیا کہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:۔

انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات۔	قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بسلسلہ

بائبل سے بائبل کی تکذیب

سموئیل کے حالات

قسط نمبر ۴

پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا

قرآن مجید کی صداقت کی روشنی میں بائبل سے بائبل کی تکذیب ہونے کا ایک اہم ثبوت سموئیل کا قصہ ہے۔ بائبل میں سموئیل نام کی دو کتابیں ۱۔ سموئیل و ۲۔ سموئیل ہیں۔ پہلی کتاب کی ابتدا سموئیل کی پیدائش اور اس کے حالاتِ زندگی کے قصے سے ہوتی ہے۔

اس قصے میں سموئیل کو ایک نسب نامے کے ذریعے افرائیم کے قبیلے سے منسوب کر کے اسے نبی بنائے جانے کے حالات اور اس سے بنی لاوی سے مخصوص کردہ منصب جلیلہ کا سرزد ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ آلِ عمران کی آیات روشنی میں سموئیل اگر نبی تھے تو ترجیحاً انہیں عمرآن کے خاندان یا بنی لاوی سے ہونا چاہیئے تھا، افرائیم کے قبیلے سے نہیں۔ اس کی جانچ کے لئے کتاب ۱۔ سموئیل سے ہم سموئیل کے قصے کے اقتباسات پیش کر کے جائزہ لیتے ہیں۔

سموئیل کے حالاتِ زندگی

سموئیل کا نسب نامہ اور پیدائش:۔ "افرائیم کے کوہستانی ملک میں رامائیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام القانہ تھا۔ وہ افرائیمی تھا اور یروحام بن الیہو بن توحو بن صوف کا بیٹا تھا۔ اس کے دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنّہ تھا اور دوسری کا فنّنہ اور فنّنہ کے اولاد ہوئی پر حنّہ بے اولاد تھی۔ یہ شخص ہر سال اپنے شہر سے سیلاؔ میں ربّ الافواج کے حضور سجدہ کرنے اور قربانی گذراننے کو جاتا تھا اور عیلیؔ (سردار کاہن) کے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس جو خداوند کے کاہن تھے، وہیں رہتے تھے۔"

(۱: ۱ — ۳)

فنّنہ حنّہ کو چھیڑتی تھی چنانچہ وہ روتی اور کھانا نہ کھاتی تھی۔ سو اس کے خاوند القانہ نے اس سے کہا اے حنّہ تو کیوں روتی ہے اور کیوں نہیں کھاتی اور تیرا دل کیوں آزردہ ہے؟ کیا میں تیرے لئے دس بیٹوں سے بڑھ کر نہیں اور جب وہ سیلاؔ میں کھا پی چکے تو حنّہ اٹھی۔ اس وقت عیلیؔ کاہن خداوند کی ہیکل (مسکن یا خیمۂ اجتماع) کی چوکھٹ کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ نہایت دلگیر تھی۔ سو وہ خدا سے دعا کرنے اور زار زار رونے لگی اور اس نے منت مانی اور کہا اے رب الافواج! اگر تو اپنی لونڈی کی مصیبت پر نظر کرے اور مجھے یاد فرمائے اور اپنی لونڈی کو فراموش نہ کرے اور [illegible] دفرزند نرینہ بخشے تو میں اسے زندگی بھر کیلئے خداوند کو نذر کرد[illegible] [illegible] استرہ اس کے سر پر کبھی نہ پھرے گا۔

(۱: ۷ — ۱۱)

"اور وہ صبح سویرے اٹھے اور خدا کے آگے سجدہ کیا اور رامہؔ کو اپنے گھر لوٹ گئے اور القانہ نے اپنی بیوی حنّہ سے مباشرت کی اور خداوند نے اسے یاد کیا اور ایسا ہوا کہ وقت پر حنّہ حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام سموئیل رکھا کیونکہ وہ کہنے لگی میں نے اسے خداوند سے مانگ کر پایا ہے۔

(۱: ۱۹، ۲۰)

اور جب اس نے اس کا دودھ چھڑایا تو اسے اپنے ساتھ لیا اور تین بچھڑے اور ایک ایفہ آٹا اور مے کی مشک اپنے ساتھ لے گئی اور اس نے لڑکے کو سیلاؔ میں خداوند کے گھر لائی اور وہ لڑکا بہت چھوٹا تھا اور انہوں نے ایک بچھڑے کو ذبح کیا اور لڑکے کو عیلیؔ کے پاس لائے اور وہ کہنے لگی اے مالک تیری جان کی قسم! اے میرے مالک میں وہی عورت ہوں جس نے تیرے پاس یہیں کھڑے ہو کر خداوند سے دعا کی تھی۔ میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تھی اور خداوند نے میری مراد جو میں نے اس سے مانگی پوری کی۔ اس لئے میں نے بھی اسے خداوند کو دے دیا۔ یہ اپنی زندگی بھر

لئے خداوند کو دے دیا گیا۔ تب اس نے وہاں خداوند کے آگے سجدہ (۱: ۲۴-۲۸) تب القانہ رامہ کو اپنے گھر چلا گیا اور عیلی کاہن کے سامنے وہ لڑکا خداوند کی خدمت کرنے لگا" (۲: ۱۱)

عیلی اور اس کے گھرانے کی برطرفی اور سموئیل کا بطور کاہن انتخاب

کتاب سموئیل کی رو سے عیلی کاہن کے دونوں لڑکے بدکار تھے۔ لئے خدا نے کہانت اس کے گھرانے سے چھین کر سموئیل کو اس کا نشین منتخب کیا۔ ۱۔ سموئیل باب ۲ کا بیان یہ ہے۔

"اور عیلی کے بیٹے بہت شریر تھے۔ انہوں نے خداوند کو نہ پہچانا عیلی بہت بڈھا ہو گیا تھا اور اس نے سب کچھ سنا کہ اس کے بیٹے سارے ئیل سے کیا کیا کرتے ہیں اور ان عورتوں سے جو خیمۂ اجتماع کے دروازے خدمت کرتی تھیں ہم آغوشی کرتے تھے۔ تب ایک مرد خدا عیلی کے پاس

را سے کہنے لگا خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا میں تیرے آبائی خاندان پر جب مصر میں فرعون کے خاندان کی غلامی میں تھا ظاہر نہیں ہوا اور کیا میں نے بنی اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے چن نہ لیا تا کہ وہ میرا کاہن ہو اور مذبح کے پاس جا کر بخور جلائے اور میرے حضور افود پہنے ۔ ۔ ۔ ؟ میں لئے ایک ۔ ۔ ۔ بر پا کروں گا جو سب کچھ میری مرضی اور منشا مطابق کرے گا اور اس کے لئے ایک پائیدار گھر بناؤں گا اور وہ شہ میرے ممسوح کے آگے آگے چلے گا اور ایسا ہو گا کہ ہر ایک شخص جو تیرے رہے بچ رہے گا۔ ایک ٹکڑے چاندی اور روٹی کے ایک کے اس کے سامنے آ کر سجدہ کرے گا۔" (۲: ۱۲، ۲۲، ۲۷، ۲۸، ۳۵، ۳۶)

سموئیل کی کہانت اور نبوت سے فیضیابی

سموئیل جو لڑکا تھا کتان کا افود پہنے ہوئے خداوند کے حضور خدمت تھا اور اس کی ماں اس کے لئے ایک چھوٹا سا جبہ بنا کر سال بسال لاتی ب وہ اپنے خاوند کے ساتھ سالانہ قربانی چڑھانے آتی تھی اور وہ لڑکا موئیل عیلی کے سامنے خداوند کی خدمت کرتا تھا اور ان دنوں خداوند کا ام گراں قدر تھا۔ کوئی رویا برملا نہ ہوتی تھی اور خدا کا چراغ اب تک بجھا نہیں تھا اور سموئیل خداوند کی ہیکل میں جہاں صندوق تھا لیٹا ہوا تھا۔ ب خداوند آ کھڑا ہوا اور پہلے کی طرح پکارا سموئیل! سموئیل! سموئیل نے کہا فرما تیرا بندہ سنتا ہے۔ خداوند نے سموئیل سے کہا دیکھ میں اسرائیل میں ایسا کام کرنے کو ہوں جس سے ہر سننے والے کے کان جھنا جائیں گے۔ اس دن میں عیلی پر سب کچھ جو میں نے اس گھرانے کے حق میں کہا ہے شروع سے آخر تک پورا کروں گا اور سموئیل بڑا ہوتا گیا اور خداوند اس کے ساتھ تھا اور اس نے اس کی باتوں میں سے کسی کو مٹی میں ملنے نہ دیا اور سب بنی اسرائیل نے دان سے بیر سبع تک جان لیا کہ سموئیل خداوند کا نبی مقرر ہوا۔ (۲: ۱۸، ۱۹+ ۱: ۳، ۱۰، ۱۱، ۱۹، ۲۰)

ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ سموئیل (۱) افود اور جبہ پہنتا تھا (۲) خدا کے صندوق کے پاس رہتا تھا (۳) خدا نے اسے عیلی کی جگہ کاہن مقرر کیا تھا اور (۴) مذبح بنانے کے متعلق بائبل کا بیان ہے:۔

"سموئیل اپنی زندگی بھر اسرائیلیوں کی عدالت کرتا رہا اور وہ سال بسال بیت ایل اور جلجال اور مصفاہ میں دورہ کرتا اور ان سب مقاموں میں بنی اسرائیل کی عدالت کرتا تھا۔ پھر وہ رامہ کو لوٹ آتا کیونکہ وہاں اس کا گھر تھا اور وہاں اسرائیل کی عدالت کرتا تھا اور وہیں اس نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا۔"

(۱۔ سموئیل ۷: ۱۵-۱۷)

بائبل میں سموئیل کی کہانت کے اس قصہ سے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری نہیں رہتی کہ سموئیل افرائیمی نہیں بلکہ لاوی کے قبیلہ سے تھا۔ اس کا آبائی گھر رامہ میں ہونے سے اس کی مزید تصدیق ہوتی ہے کیونکہ:۔

یشوع کے ہاتھوں کنعان (فلسطین) کی فتح کے بعد بنی اسرائیل کے قبائل میں ملک تقسیم کر دینے پر رامہ افرائیم کے قبیلہ کی بجائے خونی کی پناہ کے لئے بنی لاوی کی میراث ٹھہرا تھا (یشوع ۲۱: ۳۸) کوئی افرائیمی اس شہر میں وراثت قائم نہیں کر سکتا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ کو خدا نے یہ حکم دیا تھا:

"بنی اسرائیل کے قبیلوں کو لازم ہے کہ اپنی میراث اپنے اپنے قبضہ میں رکھیں۔" (گنتی ۳۶: ۹)

۷۔ بائبل سے بائبل کی تکذیب قطعی ثبوت

کچھ تعجب نہ ہو گا کہ اندھی عقیدت مندی اور اپنے مسنون طریقہ کار کی پیروی میں بائبل کے پیروکار ہماری اس تحقیقی کاوش کو یہ کہہ کر رد کر دیں کہ ہمارے دلائل بیشتر منطق اور ظن و قیاس پر مبنی ہیں اور یہ ان کے خدا کے کلام کی بطالت کے قطعی ثبوت نہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مزید تحقیق سے

براہِ راست اور قطعی ثبوت پیش کیا جائے۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ہم بائبل سے بائبل کی تکذیب کا براہِ راست قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں۔

سموئیل کے بیٹے اور ان کا نسب نامہ

کتاب ۱ سموئیل کی رُو سے سموئیل کے دو بیٹے اس طرح تھے:۔

"سموئیل جب بڈھا ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو اسرائیلیوں کا قاضی ٹھہرایا۔ اس کے پہلوٹھے کا نام یوئیل اور دوسرے کا نام ابیاہ تھا۔ وہ دونوں بیر سبع میں قاضی تھے۔ پر اس کے بیٹے اس کی راہ پر نہ چلے بلکہ وہ نفع کے لالچ سے رشوت لیتے اور انصاف کا خون کرتے تھے" (۸ : ۱-۴)

کتاب ۱۔ سموئیل میں ان کا نسب نامہ اس طرح ہے:

یوئیل اور ابیاہ بن سموئیل بن القانہ بن یروحام بن الیہو بن توحو بن صوف (۱ : ۱)

سموئیل کا نسب نامہ ۱۔ تواریخ سے

بائبل کی کتاب ۱۔ تواریخ میں سموئیل کے پوتے ہیمان بن یوئیل بن سموئیل کا مکمل نسب نامہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"وہ جن کو داؤد علیہ السلام نے صندوق کے ٹھکانہ پانے کے بعد خداوند کے گھر میں گانے کے کام پر مقرر کیا یہ ہیں اور وہ جب تک سلیمان علیہ السلام یروشلم میں خداوند کا گھر بیکل بنا نہ چکا تھا گا گا کر خیمۂ اجتماع کے مسکن کے سامنے خدمت کرتے رہے اور اپنی اپنی باری کے موافق اپنے کام پر حاضر رہتے تھے۔ وہ اور ان کے بیٹے یہ ہیں۔

قہاتیوں کی اولاد میں سے ہیمان گویّا بن یوائیل (یوئیل) بن سموائیل (سموئیل) بن القانہ بن یروحام بن الی ایل (الیہو) بن توخ (توحو) بن صوف بن القانہ بن محاسی بن القانہ بن یوائیل بن عزریاہ بن صفنیاہ بن تحت بن اسیر بن ابی آسف بن قورح بن اضہار بن قہات بن لاوی بن اسرائیل۔

(حضرت یعقوب علیہ السلام) (۱۶ : ۳۱-۳۸)

اس مکمل نسب نامہ سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ سموئیل افرائیم کی بجائے لاوی کے قبیلے سے تھے۔ ان کا جد اضہار بن قہات بن لاوی تھا۔ خاندان عمران (عمرام) سے اضہار کی نسبت یہ تھی کہ وہ عمران کا بھائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا چچا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے۔

"حضرت ہارون علیہ السلام بن عمرام بن قہات بن لاوی بن حضرت یعقوب علیہ السلام"۔

کتاب ۱۔ تواریخ کے ذریعے کیا ب!

اہل بائبل کا متوقع ردّعمل

سموئیل کی بطالت سے بائبل سے بائبل کی تکذیب اور بائبل خدا کا کلام نہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حقیقت کے باوجود گلبرگ لاہور کے ایک مسیحی مشنری ادارے "کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ" کی طرف سے شائع شدہ پمفلٹ "رازِ زندگی" میں کسی مجہول الاصل شخص کے ساتھ یہ دعویٰ منسوب کیا گیا ہے۔

"دنیا میں گیارہ مذاہب موجود ہیں جن میں بیشتر کے پاس اپنی مقدس کتابیں ہیں، تو بھی اگر تحقیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل مقدس دوسری تمام کتابوں سے مختلف ہے کہ خدا نے بائبل مقدس کے ذریعہ ایک لاثانی اور مخصوص انداز میں انسانوں سے باتیں کیں"۔

ہم نے خدا کا لاثانی اور مخصوص انداز میں بائبل کے ذریعے انسانوں سے باتیں کرنے کا طریقہ پیش کر دیا ہے۔ کچھ تعجب نہ ہو گا کہ بائبل کے عقیدت مند اپنے لاثانی اور مخصوص انداز کو بروئے کار لا کر اپنی مقدس کتاب کے آئندہ شائع ہونے والے ایڈیشنوں میں کتاب ۱۔ سموئیل کی پہلی آیت "افرائیم کے کوہستانی ملک میں راماتیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام القانہ تھا۔ وہ افرائیمی تھا" کو یوں بدل دیں "لاوی کے کوہستانی ملک راماتیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام القانہ تھا اور لاوی کے قبیلہ سے تھا"۔ ایک آیت میں دو چار الفاظ کی اس تبدیلی کو وہ تحریف نہیں بلکہ دو ہزار برس سے ترجمہ میں چلی آنے والی غلطی کی تصحیح کا نام دیں گے لیکن اس سے بھی مقصد حل نہ ہو گا کہ کتاب سموئیل کے دیگر واقعات کو بھی بدلنا پڑے گا۔ مثلاً سموئیل کے بیٹے رشوت خور اور انصاف کا خون کرنے والے اور خدا کے رستہ پر نہ چلنے والے نہیں رہیں گے کہ اولاد سموئیل کہانت کے بعد بنی اسرائیل کے دوسرے اعلیٰ ترین مذہبی منصب "گوکوں" کے عہدہ پر فائز تھی۔

محرّف بائبل

مسیحیت کے پیروکار تحقیق و تجسس کے فن سے عاری اور کم فہم لوگ ہیں۔ اس کے ساتھ اندھی عقیدت مندی

شامل ہو جائے تو کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل کے تضادات و ابہام معلوم کرنے کے لئے وہ مسلمانوں کو کج بحثی میں اُلجھائے رکھتے ہیں اور ان کے ذریعہ بائبل کے تقائص سے آگاہ ہو کر ان نقائص کو دور کرنے کے لئے تحریف سے کام لیتے ہیں اور پھر تجاہل عارفانہ سے مسلمانوں ہی سے سوال کرتے ہیں "بائبل میں تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کہاں کہاں ہوئی؟"

(کلام حق دسمبر ۱۹۸۰ء صہ ۱۹)

مجموعۂ تضادات و ابہام بائبل سے مسلمانوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی کوئی پیشینگوئی پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے کردار و گفتار کھلی کتاب اور قرآن مجید ان کی صداقت کا مستقل اور دائمی معجزہ ہے لیکن ظن و جہالت میں مبتلا کم فہم لوگ پیشینگوئی کو علم پر فوقیت دیتے ہیں۔ اس لئے دلیل کے طور پر مسلمان مسیحیت کے پیروکاروں کے سامنے استثناء ۲:۳۳ کا یہ بیان پیش کرتے ہیں:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشیں شریعت تھی" یہ پرانا اردو ترجمہ ہے اور موجودہ انگریزی گڈ نیوز بائبل (۱۹۷۶ء) میں ترجمہ اس سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس میں ہادیٔ اسلام   یہ وسلم کی آمد کی پیشینگوئی مضمر ہے کہ ان کا نزول وادیٔ فاران یعنی مکہ سے ہوا تھا جو بائبل کی رُو سے حضرت اسمٰعیل کا مسکن تھا (پیدائش ۲۱:۲۱) اور فتح مکہ کے وقت دس ہزار قدسی صحابہ ان کے ہمراہ تھے اور وہ آتشین شریعت کے حامل تھے۔ بائبل کا اردو ترجمہ برصغیر جنوبی ایشیاء کے لئے مستعمل ہے اور مسلمانوں سے گلوخلاصی کے لئے اب مسیحیت کے پیروکاروں نے تحریف معنوی کے حربہ کو بروئے کار لا کر یہ ترجمہ کر رکھا ہے۔

اُردو ترجمہ پروٹسٹنٹ بائبل (۱۹۷۶ء) :- "خداوند سینا سے آیا۔ شعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ان کے لئے آتشیں شریعت تھی"۔ اس ترجمہ میں دس ہزار کی بجائے لاکھوں لکھا گیا ہے تاکہ دس ہزار قدسی صحابہ کا مفہوم نہ نکلے۔

اُردو ترجمہ کیتھولک بائبل (۱۹۵۸ء) "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اپنی قوم پر طلوع ہوا۔ وہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور مریبہ قادیش سے آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں شعلہ زن آتش پھوٹ نکلی"۔ اس ترجمہ میں تعداد اور شریعت کے مفہوم ہی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے بھی کہ پولس نے شریعت کو منسوخ کر دیا ہوا ہے۔

"بائبل میں تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی اور کہاں ہوئی؟" دورِ حاضر میں مسیحیت کے پیروکاروں کے ہاتھوں تحریف معنوی کی یہ ہم نے ادنیٰ سی مثال پیش کی ہے۔ کیتھولک تحریف کی جسارت اس افیونی کی سی ہے جس کے ناک پر بار بار مکھی آکر بیٹھتی تھی تو اس نے اپنی ناک کاٹ کر یاروں پر واضح کیا کہ اس نے وہ اڈہ ہی ختم کر دیا ہے جس پر بار بار مکھی آکر بیٹھتی تھی۔

بقیہ:- ابتدائیہ

ہیں اور جوش و خروش کے اظہار کے سوا ملک و قوم کو ان سے کوئی منفعت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ تمام مظاہر بھی گمراہ اور ضال و مغضوب قوموں کی اندھی تقلید ہے۔ اس کے بجائے ہونا یہ چاہیے کہ ہم واقعۃً یوم آزادی کو "یوم تشکر" میں تبدیل کر دیں اس دن روزہ رکھا جائے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے شکرانہ کی نمازیں (انفرادی طور پر) ادا کی جائیں ملک و ملت کی فلاح و بہبود کے لیے حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں دعائیں کی جائیں۔ اور ہر شخص توبہ و استغفار کرے۔ جشن منانا، چراغاں کرنا جھنڈے لہرانا، نمائش کرنا۔ جلسے جلوس کا اہتمام کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے جان رسمی چیزیں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قیمت نہیں۔ حق تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور یہاں کے حکام و رعایا کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد یوسف
۱۵ شوال ۱۴۰۲ھ

بقیہ: نزولِ عیسٰی علیہ السلام

فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام الخ
مشکوٰۃ ص۴۷۲

پھر آپ نے ان امور کو ذکر فرمایا۔ دخان، دجال۔ اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا۔ الخ

⁂ ⁂ ⁂

(جاری ہے)

شخصیت

امام بوصیری رحمہ اللہ

شفقت حسین خادم شعبہ علوم اسلامی یونیورسٹی آف کراچی

عربی زبان کے نعت گو شعرا میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے بعد جس شاعر کے کلام کو سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ وہ قصیدۂ بردہ کے شاعر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام بوصیریؒ کا نام شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بن محسن بن عبداللہ بن منہاج بن ہلال اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ یکم شوال ۶۰۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۲۱۲ء کو سہ شنبہ کے دن ایک مصری قصبے دلاص میں پیدا ہوئے۔ آپ بربری نسل سے تھے اور آپ کا تعلق قبیلہ صنہاجہ کی ایک شاخ بنو حبنون سے تھا۔ آپ کے والد مصری قصبے بوصیر سے تعلق رکھتے

> حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ ہی کے کلام کو زیادہ مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی۔

تھے جو دریائے نیل کی شاخ دمیاط کے مغربی کنارے پر الغربیہ کے صوبے میں واقع ہے اور آپ کی والدہ قصبے دلاص کی رہنے والی تھیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر آپ کی نسبتیں "الصنہاجی" اور "الدلاصی" بھی ہیں لیکن مقام سکونت کی مناسبت سے آپ بوصیری مشہور رہے۔

آپ کی زندگی کے واقعات گوشۂ تاریکی میں ہیں اور اس سلسلے میں بہت ہی کم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اگر آپ قصیدۂ بردہ کے مصنف نہ ہوتے تو شاید بالکل گمنام ہو جاتے۔ متعدد بیانات کے مطابق اوائل عمر ہی سے بوصیری علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ متعدد ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم حدیث، سیر و مغازی، علم کلام اور صرف و نحو میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں اوائل عمر ہی سے شعر گوئی اور خطاطی سے شوق رکھتے تھے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام قاہرہ سے "دیوان بوصیری" کے نام سے ۱۹۵۵ء میں چھپ چکا ہے جس سے آپ کی شاعرانہ عظمت کا پتہ چلتا ہے آپ کے شاعرانہ فضل و کمال کا اعتراف امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، پطرس البستانی، اور ابن شاکر کتبی جیسے لوگوں نے کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا صوفیانہ مقام بھی بہت بلند ہے اور صوفیا میں آپ کو بسا اوقات "غوثیہ کبریٰ" کے مقام تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ تصوف میں آپ ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی اسکندریہ ۶۸۶ھ کے مرید تھے۔

آپ نے اپنی عمر کے تقریباً دس سال بیت المقدس میں گزارے پھر مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ اس کے بعد تقریباً تیرہ یم کے معلم کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں مقیم رہے نیز فکر معاش کے ضمن میں آپ نے امرا کا توسل بھی اختیار کیا اور مختلف ارباب اقتدار کے ہاں کاتب اور خطاط کی حیثیت سے ملازمت کی۔

امام بوصیریؒ نے اپنی شاعری میں لفظی اور معنوی صنائع کی بابت کچھ زیادہ ہی توجہ مبذول کی ہے۔ اشعار میں سے بیشتر پھیکے ہیں۔ ان میں نہ زبان کا مزہ اور نہ بیان کا چٹخارہ تاہم جو اشعار صاف نکل گئے ہیں۔ ان میں جذبات کی شدت ہے اور تاثیر بھی اسلوب بہرحال بڑی حد تک سادہ ہے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی خلیفہ کی روایت کے مطابق ۶۹۴ھ میں اور امام سیوطی کی روایت کے مطابق ۶۹۵ھ میں اور مقریزی اور ابن شاکر کی روایت کے مطابق ۶۹۶ھ میں اسکندریہ کے مقام پر وفات پائی اور فسطاط میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جوار مزار میں مدفون ہوئے۔

قصیدہ بردہ

اس قصیدے کا نام "الکواکب الدریہ فی مدح خیر البریہ" ہے۔ قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔ قدیم عربی شاعری کے اسلوب کے مطابق یہ قصیدہ بھی نسیب ہی سے شروع ہوتا ہے پھر شاعر اپنی جوانی ضائع کر دینے پر اظہار تاسف اور اپنی تقصیروں کا اعتراف کرتا ہے۔ اس کے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرتا ہے (جو احادیث سے ثابت ہیں) قصیدہ کا اختتام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و نعت سے ہوتا ہے۔ آخری اشعار التجائیہ ہیں۔ قصیدہ بردہ دس فصول اور جرجی زیدان کی تحقیق کے مطابق ۱۶۲ ابیات پر مشتمل ہے جن میں سے ۱۲ ابیات مطلع کے ہیں، ۱۶ اشعار نفس اور خواہشیں نفس، ۳۰ اشعار مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں، ۱۹ اشعار ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں۔ دس اشعار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں، ۱۷ اشعار مدح قرآن میں اور ۱۳ معراج کے بارے میں ہیں۔ ۲۲ اشعار جہاد النبی کے متعلق اور ۱۴ اشعار شاعر کے طلب استغفار اور ترقیا یا مناجاتی ہیں۔ اس قصیدے میں کچھ اشعار الحاقی بھی ہیں۔ اس قصیدے کی وجہ تصنیف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاعر پر فالج کا حملہ ہوا تھا جس سے نجات پانے کے لئے از منّت پر قصیدہ لکھا اور بحکم الٰہی شفا پائی۔ پھر نعتیہ قصائد میں اس قصیدے کا طرۂ امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کے سو سے زیادہ زبانوں میں ترجمے ہوئے اور بے شمار شرح لکھی گئیں جن میں مستشرقین کا حصہ بھی نمایاں ہے۔ اس قصیدے کے بہت سے خواص بھی منقول ہیں اور عبدالسلام بن ادریس المراکشی نے خواص ... دہ کے عنوان سے ایک رسالہ بھی تحریر کیا۔

قصیدہ ... و امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر تفصیلی روشنی جن مقالات پر ڈالی گئی ہے ان میں مقدمہ شرح قصیدہ بردہ از جناب پروفیسر علی محسن صدیقی تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ از جرجی زیدان ج ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبع دار الہلال مصر، لٹریری ہسٹری آف دی عربس از نکلسن صفحہ ۳۲۷ کیمرج یونیورسٹی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۱۳۱۴، انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ج ۲ ص ۴۰۰، اردو دائرۃ المعارف ج ۴ "بردہ" ج ۵ "بوصیری" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بقیہ : خصائل نبوی ۳

مقدار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اسی سے طلب نہیں پورا فرما دے۔ چنانچہ میں لے گیا اور اس میں سے وزن کرکے چالیس اوقیہ سونا اس کو تول دیا (جمع الفوائد) اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شمائل کی روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سلمان کو خریدنا اسی لحاظ سے کہا گیا کہ ان کا بدل کتابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ادا فرمایا، اپنے دستِ مبارک سے درخت لگائے اور خود ہی اپنے پاس سے وہ سونا عطا فرمایا جو بدل میں قرار پایا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دس سے زیادہ آقاؤں کی غلامی میں وہ رہے ہیں، غزوہ خندق میں انہیں کے مشورہ سے خندق کھدوائی گئی ورنہ عرب میں اس سے پہلے خندق کا دستور نہ تھا، نہ لوگ جانتے تھے۔

بقیہ : افادات

اور اللہ اللہ کرنے لگے۔ لوگ رجوع کرنے لگے کہ صاحب آپ اللہ والے ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے، یہ کیجئے وہ کیجئے ساتھ ہی ساتھ لوگ تحفے تحائف بھی لانے لگے، کھانے پینے کی چیزیں بھی لانے لگے، مٹھائیاں آنے لگیں۔ یہ سوچنے لگے میں ویسے پڑا ہوا تھا۔ بڑے میاں کا اللہ بھلا کرے ان کی وجہ سے ہم یہاں بیٹھ گئے اور کمائی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ کچھ لوگ اللہ اللہ سیکھنے کیلئے آئے اور کہا کہ حضرت! ہم بھی اللہ اللہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے سیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں کسی اور جگہ جاؤ لیکن جو لوگ طالب ہو کر آئے تھے وہ اصرار پر اصرار کر رہے تھے۔ انہوں نے بہت کہا کہ کسی اور بزرگ کے پاس جاؤ لیکن وہ آجاتے تھے اور ذکر کرنے بیٹھ جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ باطنی ترقی کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا درجہ عطا فرمایا چونکہ یہ طالب صادق تھے (اگرچہ واسطہ ناقص تھا سراسر دھوکہ اور فریب تھا) اور خلوص اور تشنگی لے کر آئے تھے۔

ایک دن ان لوگوں نے کہا کہ اب تو آپ ہمیں بیعت فرما لیجئے اور روحانیت سے مستفید فرما دیجئے انہوں نے کہا کل آنا، جواب دوں گا۔ رات کو اللہ میاں کی بارگاہ میں سجدے میں گر گئے اور کہا یا اللہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں ایک چور ہوں۔ میں نے روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے، مخلوقِ خدا کو دھوکہ دے رہا ہوں۔ یہ جانے کہاں، میری جان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ کل بڑی رسوائی ہوگی۔ یا الٰہی میں کیا کروں۔ ان کو کیا جواب دوں، مجھے تو کچھ آتا جاتا نہیں۔ صبح ہوئی تو ان لوگوں نے آکر گھیر لیا انہوں نے صاف کہا کہ میں چور ہوں، میں نے اپنی آمدنی کے لئے یہ دھندا کر رکھا ہے۔ میں تو کچھ نہیں جانتا، نہ تسبیح جانتا ہوں، نہ اللہ اللہ کرنا جانتا ہوں، خدا کے لئے مجھے رسوا نہ کرو۔ تم لوگ کہیں اور جگہ جاؤ، وہاں جاکر اپنی زندگی بنالو انشاء اللہ ہر صورت سے تمہیں کامیابی ہوگی لیکن یہ لوگ نہیں مانے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوص اور اس شخص کے زاری اور سچی طلب کی وجہ سے اس کی کایا بھی پلٹ دی۔

فاروقی ٹرسٹ کے تعارف ومقاصد

یہ ایک دینی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی، رفاھی اور سماجی ادارہ ہے۔

مقاصد:-

(۱) مسلمانوں کو اسلام کے بنیادی ارکان کی تبلیغ ونشرواشاعت

(۲) مسلمانوں کو اکابرین اسلام کی دینِ حقہ کی خاطر محنتوں اور کاوشوں سے روشناس کرانا۔

(۳) قرآن پاک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بھٹکی ہوئی انسانیت کی روشنی اور صراط مستقیم کی راہ پر گامزن کرنا۔

(۴) جگہ جگہ مسلمان بچوں میں قرآن پاک کی تصحیح اور دینی تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب کا اجراء اور حسبِ ضرورت نئے اور دور افتادہ علاقوں میں مساجد اور مدارس کی تعمیر اور ان کی سرپرستی فاروقی ٹرسٹ کا عظیم مقصد ہے۔

(۵) اسلام کی خصوصی تعلیمات اور معلومات کو وقتی اور خصوصی ضروریات کے تحت پمفلٹوں، ہینڈبلوں، چارٹوں اور کتابچوں کی شکل میں طبع کراکر مسلمانوں میں عام کرنا۔

اپیل اس سلسلہ میں جناب والا سے اپیل کی جاتی ہے کہ ما بعد الموت اپنی ہمیشہ کی زندگی کے واسطے فاروقی ٹرسٹ کے مقاصد کو سامنے رکھ کر اسلام کی تعمیر وترقی کی خاطر اپنی رقمیں دے کر توشۂ آخرت جمع کرنے اور ذخیرہ بنانے کی کوشش فرمائیں۔ اس کارِ خیر اور لازوال نفع کی طرف اپنے اقارب اور دوست احباب کو بھی متوجہ فرماکر فاروقی ٹرسٹ کے منتظمین کا ہاتھ بٹائیں نیز اپنے قیمتی مشوروں اور آراء سے نوازیں۔

خیر اندیش: محمد الیاس احمد فاروقی شوق مہتمم متولی فاروقی ٹرسٹ کراچی / فون نمبر ۲۱۷۱۵۵

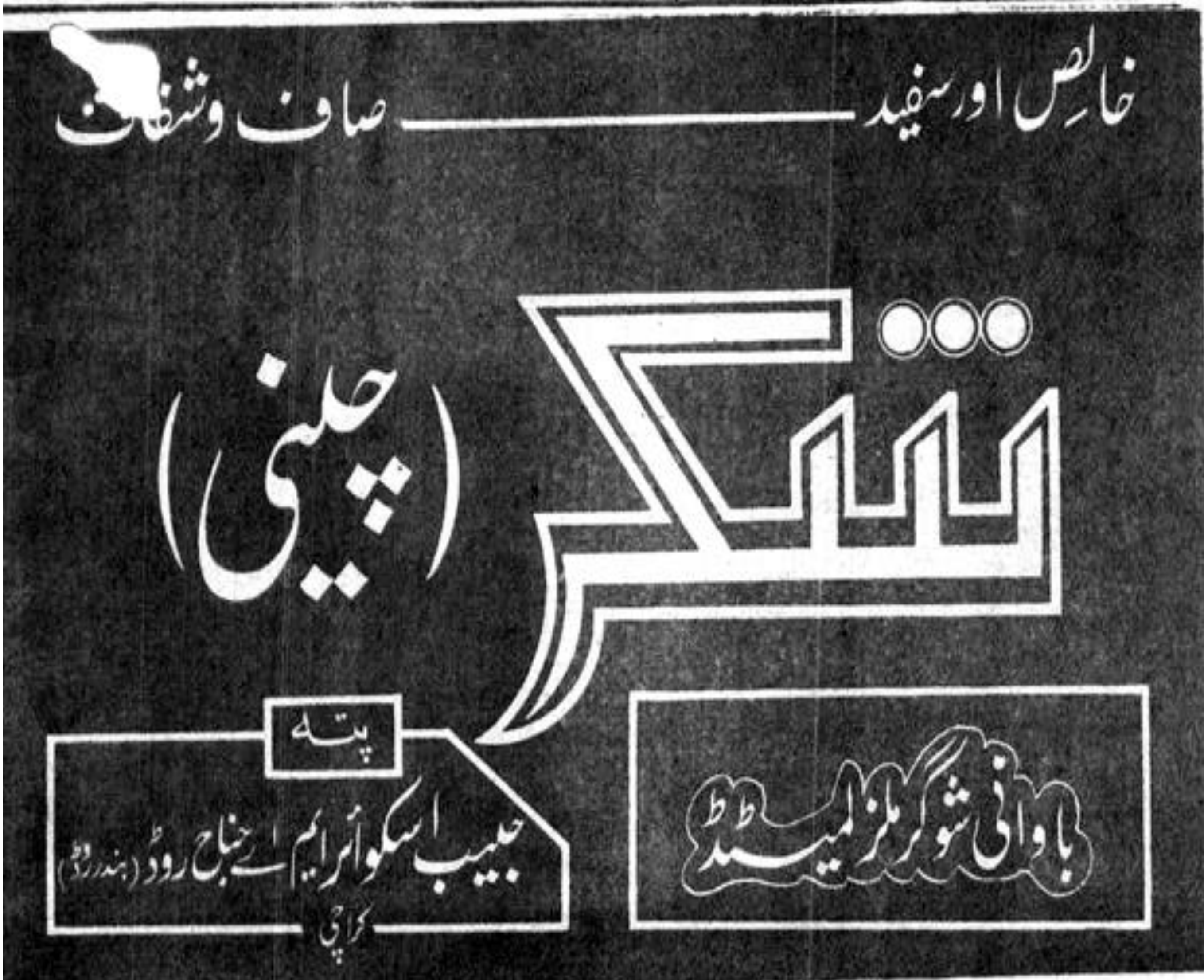

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

فدایانِ ختمِ نبوت

جاں نثارانِ ملّتِ بیضا

ربوہ چلیئے

عظیم الشان ۲ روزہ

ختمِ نبوت کانفرنس

۶-۷ ستمبر سنہ ۱۹۸۲ء بروز پیر منگل

بمقام:- مسلم کالونی ربوہ

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء پاک فوج کے مجاہدینِ اسلام نے دشمن افواج کی یلغار کو روکا۔

۷ ستمبر سنہ ۱۹۷۴ء اسلامیانِ پاکستان قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

ان اہم واقعات کو زندہ رکھنے کیلئے ۶-۷ ستمبر سنہ ۱۹۸۲ء کے اس ملی اجتماع میں شرکت فرمائیے

رابطہ کیلئے
فون ربوہ - ۶۶۸
فیصل آباد - ۲۴۷۰۰
لاہور - ۶۳۱۹۵

رابطہ کے لئے
فون ملتان - ۷۶۳۳۸
۳۲۳۴۱
اسلام آباد - ۲۹۱۸۶

مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان

کتابت صابر فیصل آباد

ماس پرنٹرز فیصل آباد